

<"xml encoding="UTF-8?>



انیسویں پارے کا مختصر جائزہ

انیسویں پارے کے چیدہ نکات

یا وَيَلَّئِنَى لَمْ أَتَّخِذْ فُلَلًا حَلِيلًا ﴿٢٨﴾ سورة الفرقان

انسان دنیا میں دوست احباب پا کر روز آخرت سے بالکل غافل ہو جاتا ہے اور مذہب کے مقدسات اور تعلیمات کا بھی نداق اڑانے لگتا ہے، وہ یہ بھول جاتا ہے کہ قیامت کا دن بڑا اندویناک اور ہولناک دن ہو گا، اس دن کوئی دوست کام آئے والا نہ ہو گا اور ہر ظالم غصے سے اپنے باتھوں کو کاٹے گا اور کہے گا کہ اے کاش میں نے فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا، ایک مسلمان کا فرض ہے کہ دوستی کرنے سے پہلے اسکے انجام پر نظر کر لے اور انہیں افراد سے محبت کرے جو روزمحشر کام آئے والے ہیں اور ان کے ساتھ نہ جائے جن کی رفاقت میں حسرت و ندامت کے علاوہ کچھ باتھ آئے والا نہیں ہے۔

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ﴿٣٠﴾ سورة الفرقان

مهجور بنا لینے کے معنی تلاوت نہ کرنے سے نہیں ہیں کہ انسان تلاوت اور حفظ کر کے مطمئن ہو جائے کہ ہم نے قرآن کا حق ادا کر دیا ہے اور نبی کی فریاد کے دائرہ سے باہر نکل گئے ہیں بلکہ مهجور بنا لینے کے معنی زندگی کے تمام شعبوں میں نظر انداز کر دینے کے ہیں لہذا صبح و شام تلاوت کرنے کے بعد بھی زندگی کے مسائل میں اسے سند اور حکم نہ بنایا جائے تو وہ نظر انداز کر دینے ہی کے مترادف ہے۔

تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمِّرًا مُنِيرًا ﴿٦١﴾ سورة الفرقان

الله نے آفتاب کو چراغ سے تعبیر کیا ہے اور مہتاب کو منیر قرار دیا ہے جس کے بارے میں بعض علماء کا خیال ہے کہ نور انعکاسی روشنی کا نام ہے اور چراغ میں اپنی روشنی ہوتی ہے اور اسی لئے آفتاب کو چراغ اور ضوء سے تعبیر ہے کیا جاتا ہے اور چاند کو نور اور منیر سے لیکن اس مقام پر ایک ادبی نکتہ یہ بھی ہے کہ قدرت نے آفتاب کو سراج قرار دیا ہے اور مہتاب کو منیر اور اپنے حبیب(ص) کو سراج منیر قرار دیا ہے جو اس بات کی

علامت ہے کہ سرکار دو عالم (ص) کی ذات میں آفتاب اور مایتاب دونوں کے انوار کی جامعیت پائی جاتی ہے ۔

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَدُرْبَاتِنَا فَرْرَأْ أَعْنِينَ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ﴿٧٤﴾ سورہ الفرقان

انسان مؤمن کی ایک علامت ہے بھی ہے کہ وہ قوم کا قائد اور پیشوں بننے سے پہلے اس بات کی فکر کرتا ہے کہ اس کی زوجہ اور اولاد اس کے نقش قدم پر چلے، احکام الہی کی اطاعت کرے اور صحیح راستہ پر چلے تا کہ اس کے لیے خنکی چشم کا باعث بنی رہے ۔

قَالَ أَلَمْ نُرَّلَكَ فِينَا وَلِيَّدًا وَلَيْثًا مِنْ عُمْرِكَ سِنِينَ ﴿١٨﴾ سورہ الشعرا

فرعون کے ان کلمات نے واضح کر دیا کہ کفر اسلام والوں کی تربیت کرتا ہے تو اختلاف عقائد کی صورت میں احسان ضرور جتنا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بعثت کے موقع پر جناب ابوطالبؑ کا اعتراض نہ کرنا اور احسان جتنا ہے کے بجائے حمایت و نصرت کا وعدہ کرنا ایمان کامل کی بہترین دلیل ہے اور اس امر کا اعلان ہے کہ ایک مسلمان نے بانی اسلام کو پالا ہے اور ایک مومن کامل نے روح ایمان کی پورش کی ہے، فرعون جیسے سیاستدان ہر دور میں پائے جاتے ہیں، جن کا کام ہوتا ہے آگ لگانا اور پھر بالٹی لے کر دوڑنا تا کہ لوگ اس نکتہ کی طرف سے غافل ہو جائیں کہ اس شخص نے ہی آگ لگائی تھی اور لوگ فقط یہ دیکھنے لگیں کہ اگر یہ شخص نہ ہوتا تو آگ کس طرح بجهتی حالانکہ کہ صحیح صورت حال یہ ہے کہ یہ شخص نہ ہوتا تو آگ ہی نہ لگتی، بنیادی مسئلہ آگ لگانے کا ہے آگ بجهاتے کی بات تو بعد میں ہوتی ہے، فرعون نے اس ظلم پر پرده ڈالنے کیلئے کہ اس نے ہر شریف انسان کو بے گھر کر دیا ہے اور بچوں کو شکم مادر میں بھی پناہ لینے نہیں دی ہے، یہ احسان جتنا شروع کر دیا کہ ہم نے آپ کو اپنے قصر میں پالا ہے، جناب مولیٰ علیہ السلام نے اس بالٹی لے کر دوڑنے کی حقیقت کو واضح کر دیا کہ تو نے ہی آگ لگائی تھی اور ہر شخص کو بے گھر بنا دیا تھا کہ میری ماں کو مجھے دریا کے حوالی کرنے کی ضرورت پڑی، فرعون نے فوراً بات کا رخ پلٹ دیا اور جناب موسیٰ علیہ السلام برابر بحث جاری رکھے رہے ۔

حقیقتاً مقام عبرت ہے کہ دو اللہ کے بندے اتنے بڑے مغورو اور متكبر بادشاہ کے سامنے کھڑے ہیں اور اس لہجہ میں گفتگو کر رہے ہیں کہ دور تک خوف و ہراس کا نام و نشان بھی نہیں ہے؛ کیا آج کے صاحبان ایمان میں کوئی اس واقعہ سے سبق لینے والا ہے اور باطل کے مقابلہ میں ایسی بمت کا مظاہرہ کرنے والا ہے؟؟ ضمیر فروشی کے اس دور میں ایسی بمت کا پیدا کر پانا تقریباً ناممکنات میں ہے رب کریم سب کو توفیق عطا فرمائے

ثَالَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٩٧﴾ سورہ الشعرا

کیا بد نصیبی ہے ان بیچاروں کی کہ دنیا میں ایک دوسرے کی اطاعت کرتے رہے اور ان کی ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور جہنم میں جا کر جھگڑا کرنے لگے کہ گمراہی کا گناہ گار اور ذمہ دار کون ہے اور کس نے کس کو گمراہ کیا ہے، کاش اپل باطل سے یہ جھگڑا یہیں کر لیا ہوتا تو ہاں یہ دن دیکھنے میں نہ آتے، اس کا واضح سا مطلب یہ ہے کہ جس کے اصول مذہب میں باطل سے تبرًا نہیں ہے اسے جہنم میں جا کر تبرًا کرنا پڑے گا، یہ اور بات ہے کہ ہاں کا تبرًا مفید نہ ہوگا کیونکہ اس کی جگہ دنیا ہے آخرت نہیں، یہاں باطل سے بیزاری کا اعلان کرو تا کہ ہاں اس کا اجر و عوض حاصل کر سکو، ہاں جھگڑا کرنے سے کیا فائدہ ہوگا ۔

وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ﴿١٥١﴾ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿١٥٢﴾ سورہ الشعرا

انسان کی بے شمار کمزوریوں میں سے ایک کمزوری یہ بھی ہے کہ وہ عیش و نشاط کو دیکھ کر انجام سے بالکل بے خبر ہو جاتا ہے اور یہ تصور بھی نہیں کرتا کہ یہ سامان راحت کسی وقت بھی تباہ ہو سکتا ہے یا یہ بھی ممکن ہے کہ یہ سامان رکھا رہ جائے اور انسان خود ہی چلا جائے اور اس سامان سے استفادہ نہ کر سکے، یہ

کردار، اپنے دور میں بعض روساء اور زمینداروں میں بھی دیکھا گیا ہے اور بعض تاجروں اور افسروں میں بھی کہ نہ اول الذکر نے سوچا تھا کہ یہ زمینداری اور یہ ریاست ختم بھی ہو سکتی ہے اور اُس وقت مظلوم عوام نے بدلہ لینے کا ارادہ کر لیا تو کیا ہوگا، اور نہ ثانی الذکر یعنی تاجر اور افسر یہ سوچتے ہیں کہ دکان بند ہو گئی یا نوکری چلی گئی تو کیا بو گا اور اگر کبھی سوچا بھی تو شیطانی فکر و نظر سے کہ اس طرح ذخیرہ اندوزی میں لگ گئے اور بینک بیلنس بنانے لگے اور یہ نہ سوچا کہ ابھی حالات بہتر ہیں کچھ کار خیر کر لینا چاہیے اس کے بعد حالات خراب ہو گئے تو سوائے حسرت کے کچھ باتھ نہ آئے گا۔

وَتَذَرُّونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رِبُّكُمْ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ﴿١٦٦﴾ سورة الشعرا

الله نے جنسی تسکین کے لیے عورتوں کو پیدا کیا ہے اور قوم لوٹ نے یہی کام مردوں سے لینا شروع کر دیا جس پر قدرت نے سخت ترین عذاب نازل کر دیا کہ اسے یہ ہرگز پسند نہیں ہے اور وہ اسے کسی شکل میں بھی برداشت نہیں کر سکتا ہے، صاحبان ایمان کو ان قوموں کی بربادی دیکھنے کا انتظار کرنا چاہیے جو آج کے ترقی یافتہ دور میں اس عمل بد کو سرکاری سطح پر جائز بنا کر اس کی حوصلہ افزائی کر رہی ہیں اور اس طرح عورتوں پر ایک نیا ظلم ہو رہا ہے کہ دھیرے دھیرے مردانکی طرف سے بالکل بے نیاز ہو جائیں گے اور ان کا مصرف بھی مردوں جیسا ہو جائے گا اور نسلوں کا سلسلہ ختم ہو جائے گا نسلوں کی بربادی خود بھی ایک عذاب والی ہے جس میں یہ قوم مبتلا ہو رہی ہیں۔

وَالشُّعْرَاءُ يَتَبَعِّهُمُ الْعَاوُونَ ﴿٢٢٤﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ﴿٢٢٧﴾ سورة الشعرا

شعراء کے ساتھ استثناء کا ذکر اس بات کی علامت ہے کہ اسلام ادبی ذوق کا مخالف یا شعری لطافت کا دشمن نہیں ہے، اسلام ہمیشہ اس ذوق کی حوصلہ افزائی کرتا رہا ہے بشرطیکہ اس کی بنیاد ایمان و عمل صالح پر ہو ورنہ شراب و کباب کی تعریف اور حکام جور کی توصیف شعر کو آسمان ذوق سے گرا کر بذوقی کے گزھے میں ڈال دیتی ہے ”نستجیر بالله“۔

فَقَالَ مَا لِي لَا أَرِي الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ﴿٢٠﴾ سورة النمل

ہد ہد کو پروردگار نے اتنی صلاحیت عطا کر دی کہ اس نے ملکہ کو پہچانا، اس کے اقتدار کو پہچانا، اس کے مذبب کو پہچانا اور اس کی گمراہی کے اسباب کا بھی اندازہ لگا لیا اور جناب سلیمان علیہ السلام سے یہ کہہ دیا کہ جو مبین جانتا ہوں وہ آپ بھی نہیں جانتے ہیں، یہ ہد کی ذاتی صلاحیت کا کارنامہ نہیں ہے، یہ پروردگار کی مصلحت ہے کہ وہ ضرورت کے وقت جانوروں کو بھی مخصوص صلاحیت عطا کر دیتا ہے جس طرح کہ حواب کے کتوں نے حضرت عائشہ کے عمل کو دیکھ کر بھونکنا شروع کر دیا تھا اور انھیں توجہ دلائی تھی کہ سرکار دو عالم 1 نے تنبیہ کی ہے کہ میری کوئی زوجہ مقام حواب تک نہ جائے کہ وہاں کے کتنے بھونکنے لگیں۔